هذا صراط مستقیم

کتاب مستطاب در باب وجوب تقلید مذہب معین شخصی

العروة الوثقی

من تصنیفات جناب مولوی محمد شاہ وصلہ اللہ الی ما یرضاہ

در مطبع محمدی ملکہ محمد مرزا خان و اہتمام محمدی طبع

اشاعتِ نو ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء : جمعیۃ اھل سنۃ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان فی بیان المرام فکرمنا و
شرفنا بنور الایمان وطریق الاسلام والصلوٰۃ علی من نزل علیہ القرآن
تبیان کل شئ من الحلال والحرام وعلی آلہ واصحابہ الذین کانوا خیر
الانام بعد الانبیاء علیہم السلام اما بعد فیقول الفقیر محمد شاہ
اوصلہ اللہ الی ما یرضاہ واضح ہو کہ کتاب مستطاب مدار الحق چونکہ فائدہ اسکا بسبب
ذکر فنون اور علوم اور ابحاث متنوعہ کی خاص اہل علم کو تھا اور بھی وہ کتاب بمنزلہ فتاوٰی
عالمگیری کی تھی تو جامع الحسنات قامع البدعات حاوی العلوم دینیہ ماحی الرسوم شرکیہ
حامی الملۃ والدین مولانا نواب محمد قطب الدین اور مولوی خواجہ ضیاء الدین اور مولوی محمد
مسعود اور مولوی محمد عبد القادر اور مولوی محمد یوسف صاحب ادام اللہ تعالیٰ فیوضہم نے فرمایا
کہ ایک رسالہ مختصر بمنزلہ کنز کے مدار الحق سے بطور اکہ کتاب اور باب اور صفحہ کی مہر کیا جائے
تو انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ اسکا ہر خاص و عام کو عام ہو جاویگا اور فیض اسکا علی العموم دور وافر
ہو جاویگا اور ہر صغیر و کبیر کے ہاتھ میں دلیل حل اور سند قوی ہر وقت موجود رہیگی اور
پر مینی بعد سنی والیکی طبیعت نگھبرائیگی چونکہ یہ مشورہ نہایت محمود العاقبہ اور مسعود
الآخرۃ تھا لہذا یہ رسالہ مختصر حسب الارشاد جمع کیا گیا اور نام رکھا گیا عمدۃ
الوثقٰی اور وہ رسالہ مشتمل ہے اوپر مقدمہ اور دو باب اور خاتمہ کے

مقدمہ بعض اسباب حفظ شریعت اور انتظام دین کے بیان میں

واضح ہو اہل اسلام پر کہ حفظ شریعت اور انتظام دین کا ہر مسلمان پر واجب ہے اور بموجب

اسکا بہی واجب ہی کیونکہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہی اور منجملہ اس موقوف علیہ سے
تقلید مذہب معین کے مذاہب اربعہ سی ہے لہذا اہل سنت و جماعت زمانہ تفرق مذاہب اربعہ سے
لیکر آجتک مذہب معین پر چلی آئی با این لحاظ کہ تقلید مذہب معین کی مذاہب اربعہ سی اب اپنے
زمانہ مین موقوف علیہ حفظ شریعت اور انتظام دین کیسی ہے کیونکہ آنحضرت علیہ السلام نے
فرمایا لا یأتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ یعنی نہ آئیگا تم پر کوئی
زمانہ مگر ہوگا وہ زمانہ جو بعد اُسکی آئیگا شر زمانہ قبل کیسی روایت کیا اسکو بخاری نی اور
فرمایا آنحضرت علیہ السلام نی یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین
والسنتہم احلی من السکر و قلوبھم قلوب الذئاب رواہ الترمذی
یعنی نکلینگی آخر زمانہ مین لوگ کہ حاصل کرینگی دنیا کو بردی دین مین اور زبانین اونکی
شیرین تر ہونگی شکر سی اور دل اونکی بہیڑونکی ہونگی روایت کیا اسکو ترمذی نی یعنی علماء کی
مین مشایخون کی صورت بنکر دین کے پردی مین ہوکر میٹھی میٹھی باتین بناکر اہل اسلام کو
بہیڑونکی طرح پہاڑ کھائینگے چونکہ حفظ دین کا ہمارا کمن واجب تہا تو اہل سنت و جماعت نے
واسطی انتظام دین کے حکم تقلید مذہب معین کا مذاہب ائمہ اربعہ سی اس زمانہ مین دیا کیونکہ
اس زمانہ مین اگر حکم تقلید مذہب معین کا مذاہب اربعہ سی نہ دیا جائی اور لوگونکو اپنی طرح پر
چہوڑا جائی تو دین پراگندہ ہو جائیگا جسطرح خواہش مین آئیگا اوسیطرح کی قول امام کا
نقل کرکے یا قرآن حدیث سی اپنی آٹکل لگاکر اپنی یا اپنی غرض کی موافق عمل کرینگی اور جو رائے
فاسد پر فاسد مین بحکم احادیث مذکورہ کی آئیگا اوسطرف عوام کو اپنی تابع کرینگی لئی اور
تحصیل معاش کے لئی پکارینگی حتی کہ گھر گھر کا دین و مذہب الگ الگ ہو جائیگا اور دن
بدن تبدل اشخاص کی دین بدلتا رہیگا حتی کہ یہہ دین لوگونکی نظرون مین واہی تباہی

معلوم ہوگا اور حاکم وقت کے دیکھی طرف لوگ اس دینکو واہی تباہی جانکر متوجہ ہو
جاینگی لہذا اہل سنت وجماعت واسطی بند کرنے اس فساد مذکور کے بقدر امکان حکم
تقلید مذہب معین کا مذاہب اربعہ سے جو خیر القرون مین مدون بہ تحقیق کروڑ ہا علمائ
ذی الاعتبار کی ہوئی ہین دیا کیونکہ ہر شخص اسوقت اپنی امام کی مذہب مدون مفتی بہ
اور مرجح کی موافق عمل کرتا رہیگا اور اپنی رائ فاسد دلائل ہین کی موافق گمراہ نہوگا اور کسی مفتی
اجر کے پیچھے نہ آئیگا اور مفسدین وقت کا اسمین کوئی حیلہ نچلیگا کیونکہ وہ خلاف
مذہب مفتی بہ یا مرجح مین بکڑا جائیگا جیسا کہ اشارہ کیا اس علت مذکورہ کیطرف علمائ
اپنی کتب مین جیسا کہ کہا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی نی شرح تحریر اصول مین کذا
الانتقال من مذهب الی مذهب لا یجوز فی زماننا لظهور الخیانة۔ انتہی
یعنی نہین جائز انتقال ایکمذہب سے طرف مذہب دوسرے کی اس زمانہ مین واسطی ظاہر
ہونی خیانت لوگون کی باب دین مین اور کہا شیخ عبد الحق دہلوی نی صراط المستقیم مین
قرار داد علماء و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و
ربط کار دین و دنیا ہم درینصورت بود و ہو المختار وفیہ الخیر انتہی یعنی مفتی بہ علما کا اور
مصلحت دید انکا واسطی حفظ شریعت اور انتظام دین کی اس زمانہ مین تقلید مذہب معین
کی ہے مذاہب اربعہ سے اور ضبط اور ربط دین و دنیا کا اسیصورت میں ہے اور یہی مختار ہے
اور اسیہی مین خیر ہے لہذا علمائی تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ سے واسطی حفظ شریعت
اور انتظام دین کے واجب قرار دیا جیسا کہ فرمایا شیخ عبد الوہاب شعرانی نی اپنی میزان مین
اما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی وجب علیه التقلید بمذهب
معین کما مر تقریره خوفا من الوقوع فی الضلال و علیه عمل الناس الیوم انتہی

یعنی جو شخص کہ غیر مجتہد ہو واجب ہے اُسپر تقلید مذہب معین کی جیسا کہ گذری ہے تقریر اوسکی واسطی خوف وقوع کی گمراہی مین اور ایسیہی ہیر ہے عمل لوگون اہل اسلام کا او دوسری جا فرمایا کما علیہ عمل الناس فی کل عصر یعنی جیسا کہ ہے اوسپر عمل لوگون کا ہر زمانی مین حتی کہ علمار دین واسطی اسی حفظ شریعت اور انتظام دین کے تعزیر کو مقرر کیا جیسا کہ طحطاوی نی نقل کیا اور کہا والانصاف ما قالہ الکمال وعبارتہ قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب اثم یستوجب التعزیر انتہی مختصرا یعنے انصاف اور عدل کا وہ قول ہے کہ کہا اوسکو کمال نی اور عبارت اوسکی یہہ ہی کہ کہا علمانی کہ منتقل کہ مذہب سے طرف دوسری مذہب کی گناہگار ہے واجب التعزیر تمام ہوی کلام اوس کے تم لا یخفی علی اہل العلم ان العالم یدل علی الوجود والتوحید والبعث و الارسال والوجوب فاما الوجود فلان المصنوع یدل علی وجود صانعہ لانہ ہری ان البعرۃ تدل علی البعیر والاثر یدل علی المسیر والسماء ذات البروج والارض ذات الفجاج کیف لا تدلان علی ذات الخبیر واما التوحید فلان عجز احدہما علی تقدیر التعدد لازم لانہ لو اراد احدہما من العلم فالاخر علی دفعہ اما قادر او لا فعجز احدہما من دفع الاخر لازم فالمغلوب من دفع الاخر لیس بالالہ ففی کل شیٔ لہ اٰیۃ علی انہ اللہ واحد واما البعث فلان العالم بعضہ من بعضہ مظلوم فلو لم یقرر یوم الانصاف بقی المظلوم بغیر الانصاف وذکر ان منکر البعث جاء الی خلیفۃ من الخلفاء فقال ان الانسان اذا مات صار ترابا فلا بعث ولا عقاب ولا ثواب فقال الخلیفہ ان قولنا ان البعث حق والثواب حق والعذاب حق والجنۃ حق والنار حق

فلابد من صدق احد القولين وكذب الاخر لاستحالة اجتماع النقيضين
فرجحنا ما نقول بان قولكم ان كان حقا فلاضرر علينا لانا كنا ترابا
كما قلتم وان كان قولنا حقا فانتم على ضرر في جهنم في النار والعقاب و
نحن على خير في الجنة والثواب فنحن على كل تقدير على خير بخلافكم فاسلم
واما الارسال فلانه لو لم يرسل كيف يحكم بالجزم بجواز ان يقول كيف نعلم
انه جائز وانه غير جائز وانه حلال وانه حرام واما الوجوب فلانه لو لم
يجب على المكلف التقليد بالمذهب الواحد كيف يحكم بالجهة لجواز ان يقول عملت
في ذلك بقول فلان وفي ذلك بقول فلان وفي ذلك الوقت بقول فلان و
في ذلك الوقت بقول فلان حاصله انه صار المكلف في جميع الاحكام
الالهية غير مكلف سوى الحكم المجمع عليه من جميع الامة و لم
يوجد المجمع عليه بتلك الصفة الا قليلا غاية القلة حتى ارتفع
العمل بالاجماع ايضا لانه مختلف فيه انكره الرفضة وغيرهم
كما في الاصول والقياس ايضا فانه مختلف فيه انكره الظاهرية
والرافضة وغيرهم كما في الاصول والحديث ايضا فان قبوله
مشروط عند بعض العلماء بان روى اربعة عن اربعة في كل طبقة كما في شرح
مسلم للنووي وايضا بقي المطلوم بلا انصاف فدل العالم على الوجود والتوحيد
والبعث والارسال ووجوب تقليد المذهب الواحد ہر چند یہ صرف کافی وافی ہے
اہل انصاف کو لیکن باب اول اور باب ثانی سبب ہے مناسب ہے

باب اول دلیل من التزام مذہب معین پر

جاننا چاہیے کہ تقلید شرع مین منع ہونا غیر مجتہد کا مجتہد عادل کے اور یہہ تعریف تقلید کی تین قید پر مشتمل ہے **قید اول** یہہ کہ ہو تابع غیر مجتہد نہ مجتہد اور قید ثانی یہہ ہی کہ ہو متبوع مجتہد نہ غیر مجتہد اور قید ثالث یہہ ہے کہ ہو متبوع عدل نہ غیر عدل اور بیان ان قیود ثلثہ کا مدار الحق مین خوب مدلل کر کے بیان کیا گیا اور یہہ تقلید دو قسم ہے فرض اور واجب جیسا کہ قرأت دو قسم ہے، فرض اور واجب اور فرض وہ شی ہے کہ ثابت ہو دلیل قطعی سے اور واجب وہ شی ہے کہ ثابت ہو دلیل ظنی سے پس جیسا کہ قرأت مطلق عام استی کہ سورہ فاتحہ ہو یا غیر ہو فرض ہے کیونکہ وہ ثابت ہے دلیل قطعی سے قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القران اور قرأۃ سورہ فاتحہ کی واجب ہے، کیونکہ وہ ثابت ہی دلیل ظنی سے قال علیہ السلام من صلی صلوۃ لم یقرء فیها بام القران فهی خداج فهی خداج فهی خداج غیر تام رواہ الامام مالک و الامام محمد و مسلم والترمذی والنسائی وغیرهم اسیطرح تقلید مطلق عام اسی کہ تقلید معین ہو یا غیر معین فرض ہے کیونکہ وہ ثابت ہی دلیل قطعی سے قولہ تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور تقلید معین واجب ہے کیونکہ وہ ثابت ہے دلیل ظنی سی قال علیہ السلام من تولی من امر المسلمین شیئا واستعمل علیهم رجلا وهو یعلم ان فیهم من هو اولی واعلم بکتاب الله وسنۃ رسول الله فقد خان الله ورسوله وجماعۃ المسلمین رواہ الطبرانی ومثله فی الهدایۃ فی کتاب القضاء، پس یہہ حدیث دال ہے اسپر کہ تقلید مذہب مجتہد افضل اور اولی کی واجب ہے۔ لہذا مقلد کو جبکہ معلوم کری کہ فلان امام افضل ائمہ مجتہدین کا ہی اخذ کرنا مذہب غیر کا اور عمل کرنا مذہب غیر پر منکر ہی باتفاق علماء کی جیسا کہ کہا امام

غزالی فی کہ ائمہ مجتہدین اور ائمہ شافعیہ اور ائمہ اصول سے ہے احیاء العلوم میں لم یذہب
احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ ولا الی
ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رآہ افضل العلماء ان لہ
ان یاخذ بمذہب غیرہ فینتقد من المذاہب اطیبہا عندہ بل علی کل
مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفتہ للمقلد فی کل تفصیل
متفق علی کونہ منکر بین المحصلین انتہی لہذا اہل سنت وجماعت بعد تفرق مذاہب
اربعہ کے مذاہب اربعہ میں مجتمع ہو گئی جیسا کہ کہا طحطاوی نے شرح در المختار کی کتاب الذبح میں
قال بعض المفسرین ان ہذہ الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ
اجتمعت الیوم فی المذاہب الاربعۃ وہم الحنفیون والمالکیون والشافعیون
والحنبلیون ومن کان خارجا عن ہذہ المذاہب الاربعۃ فی ذلک الزمان
فہو من اہل البدعۃ والنار انتہی لیکن مختلف ہوئے کہ آیا امام ابو حنیفہ افضل ہے یا
مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل پس بعض نے امام ابو حنیفہ کو افضل جان کر مذہب حنفی کو اختیار
کیا اور بعض نے امام مالک کو افضل جان کر مذہب مالکی کو اختیار کیا اور بعض نے امام شافعی کو افضل جان کر
مذہب شافعی کو اختیار کیا اور بعض نے امام احمد کو افضل جان کر مذہب حنبلی کو اختیار کیا علی ہذا
باب ثانی نقول علماء میں التزام مذہب معین پر
کہا امام غزالی حجۃ الاسلام شافعی نے احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف
والنہی عن المنکر میں باب ثانی کے رکن ثانی میں مطبع مجتبائی کے ربع ثانی کے صفحہ ۱۰۱ میں
لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز لہ ان یعمل بموجب اجتہاد
غیرہ ولا الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رآہ افضل العلماء

ان له ان يأخذ بمذهب غيره بل على كل مقلد اتباع مقلده
في كل تفصيل فان مخالفته للمقلد متفق على كونه منكرا
بين المحصلين انتهى

کہا فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۴۹۹ میں وعند
الفقهاء ان الحق واحد وعليه بعض المتكلمين وفائدته
ان العامي يعمل برأي امام واحد وقع عنده انه اعلم
ولا يخالفه في شيء بهوى نفسه عندنا انتهى

کہا صاحب کشف نے کشف شرح اصول بزدوی کی بحث تصویب المجتہدین میں
وذهب كل من قال المجتهد يخطي ويصيب مثل اصحابنا وعامة
اصحاب الشافعي وبعض متكلمي اهل الحديث انتهى ثم قال
بعيد ذلك فمن جعل الحق حقوقا اثبت الخيار للعامي مما هواه
ومن قال الحق واحد الزم للعامي ان يتبع اماما واحدا وقع عنده
بدليل النظر انه اعلم ولا يخالفه في شيء بهوى نفسه انتهى

کہا علامہ شمس الدین قہستانی حنفی نے جامع الرموز شرح مختصر وقایہ کی
کتاب الکراہت کے اخیر میں مطبع دہلی کے صفحہ ۶۱۰ میں واعلم ان من جعل
الحق متعددا كالمعتزلة اثبت للعامي الخيار من كل مذهب ما يهواه ومن
جعل واحدا كعلمائنا الزم للعامي اماما واحدا كما في الكشف فلو اخذ
من كل مذهب ما يهواه صار فاسقا تاما كما في شرح
الطحاوي للفقيه سعيد بن مسعود في المذهب الصلابة اي اعتقاد

کونه حقا وصوابا کما فی الجواهر ومشائخنا قالوا مذهبنا
صواب یحتمل الخطاء ومذهب غیرنا خطأ یحتمل الصواب کما فی المصفی انتهی

کہا شیخ ملا علی قاری نے اوس رسالہ میں جو مولف ہے جواب رسالہ
امام الحرمین میں فلذا قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد امام من الائمہ
ان امامہ مصیب وغیرہ مخطی فی الجملۃ بناء علی ان المجتہد قد یخطی
وقد یصیب وہو المعتمد وعلیہ جمہور العلماء انتہی قال علیہ
السلام اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد
فاخطأ فلہ اجر متفق علیہ وقال الامام النووی فی شرح مسلم
فی کتاب الاقضیۃ تحت ذلک الحدیث قال العلماء اجمع المسلمون
علی ان ذلک الحدیث فی حاکم عالم اهل للحکم فان اصاب
فلہ اجران اجر باجتہادہ واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ
اجر باجتہادہ انتہی وقال فی الکشف شرح البزدوی فی
بحث تصویب المجتہدین وتخطیتہم قبیل بحث تخصیص
العلل والدلیل المعتمد فی ہذہ المسئلۃ اجماع الصحابۃ رضی
اللہ تعالی عنہم فانہم اطلقوا الخطاء فی الاجتہاد کثیرا وشاع و
تکرر ولم ینکر بعضہم علی بعض فی التخطیۃ فکان ذلک منہم
اجماعا علی ان الحق من اقاویلہم لیس الا واحدا انتہی وقال ابن
الحاجب المالکی فی مختصر الاصول فی مباحث الاجتہاد
فالمختار انہ مخطئ غیر آثم لنا انہ لو کان کل مجتہد مصیبا

لاجتمع النقيضان لان استمرار قطعه مشروط ببقاء ظنه
للاجماع على انه لو ظن غيره وجب الرجوع فيكون ظانا عالما
بشيء واحد وايضا اطلق الصحابة الخطاء في الاجتهاد وتكرر و
شاع ولم ينكر انتهى وقال القاضي عضد الدين في شرح
مختصر الاصول ولنا ايضا لوكان كل مجتهد مصيبا لزم
اجتماع النقيضين لان استمرار قطعه مشروط ببقاء
ظنه للاجماع على انه لو ظن غيره وجب عليه الرجوع عنه
الى ذلك الغير فيكون عالما مادام ظانا له فيكون عالما
ظانا بشيء واحد في زمان واحد وهما نقيضان ولنا ايضا
ان الصحابة اطلقوا الخطاء في الاجتهاد كثيرا وشاع وتكرر
ولم ينكر فكان ذلك اجماعا انتهى وقال التفتازاني في شرح
العقائد فلوكان كل مجتهد مصيبا لزم اتصاف الفعل بالحرمة
والاباحة او الصحة والفساد او الوجوب وعدم الوجوب
انتهى يعني لوكان كل مجتهد مصيبا لزم اجتماع النقيضين
في العمل والاعتقاد لانه اذا اجتهد المجتهدان فقال
احدهما ان ذلك الفعل حلال وقال الآخر بحرمته او
قال احدهما ان ذلك الفعل واجب وقال الآخر بوجوب
تركه او قال احدهما ان ذلك العمل صحيح وقال الآخر بفساده
فلوكان كل مجتهد مصيبا لزم اجتماع النقيضين:

في العمل والاعتقاد وهو باطل باتفاق العقلاء كافة فاذا
كان الامر كذلك من ان المجتهد قد يخطئ وقد يصيب
وجب على كل مقلد ان يختار تقليد مذهب الامام الافضل
لئلا يقع في كثير الخطاء عمدا فلذا قال خلق كثير من العلماء
الاعلام بفرضية تقليد الاعلم كما هو مدلول
الحديث المذكور في الباب الاول منهم الائمة
الشافعية والامام احمد بن حنبل والطائفة الكثيرة
من الفقهاء والباقون بوجوبه فصار مسئلة وجوب تقليد
المذهب المعين متفقا عليها

کہا شامی نے شرح درمختار کی جلد اول کے صفحہ ۳۳ مین جیسا کہ عنقریب
عبارت اوسکی بعینہا بھی آوی گی قال الائمة الشافعية ان تقليد
الاعلم واجب انتهى اى فرض لان الوجوب
عندهم بمعنى الفرض

کہا کتب اصول کے بحث تقلید مین جیسا کہ عنقریب عبارت
اون کی بعینہا بھی آوے گی قال احمد وطائفة من
الفقهاء ان تقليد الافضل متعين انتهى
اى فرض لانهم قالوا بعدم جواز تقليد المفضول

کہا شرح منہاج الاصول کے آخر مین جیسا کہ عنقریب
عبارت اوسکی بھی آوے گی قال قوم وجب الاخذ بقول

الاعلم وهو الاقرب ورجح ابن الحاجب
جواز تقليد المفضول انتهى اسے فرض لانه
فی مقابلة الجواز

کہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ کے رسالہ
کبائر صغائر کے صفحہ ۲۴۱ مین اما الکبائر فقالوا
هی بعد الکفر الزنا واللواطة وشرب
الخمر وان قل ولم یسکر والحضور مع اهل
الفسق ومخالفة المقلد لحکم
مقلده انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان
کبرے مین اوائل کی فصول مین مطبع مصر کے
صفحہ ۳ مین وکان سیدی علیؒ
الخواص اذا ساله عن التقلید بمذهب
معین الان هل هو واجب ام لا
یقول له وجب علیک التقید بمذهب
ما دمت لم تصل الی شهود عین
الشریعة الاولی خوفا من الوقوع
فی الضلال وعلیه عمل
الناس الیوم انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ کے صفحہ ۱۰ میں وقدمنا
فی ایضاح المیزان وجوب اعتقاد الترجیح علی کل من لم
یصل الی الاشراف علی العین الاولی من الشریعة وبه
صرح امام الحرمین وابن السمعانی والغزالی وغیرهم وقالوا
لتلامذتهم یجب علیکم التقلید بمذهب امامکم الشافعی
ولا عذر لکم عند الله فی العدول عنه انتهی ولا خصوصیة
للامام الشافعی فی ذلک عند کل من سلم من التعصب بل
کل مقلد من مقلدی الائمة یجب علیه اعتقاد ذلک
فی امامه مادام لم یصل الی شهود عین الاولی انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان صغریٰ میں مطبع مصر کے صفحہ
۳ میں اما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی
فیجب علیه التقلید بمذهب واحد کما مر تقریرا
خوفا من الوقوع فی الضلال وعلیه عمل الناس انتهی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ کے اوائل کی فصول
فصل ثانی میں مطبع مصر کے صفحہ ۱۲ میں فان قال قائل فهل یجب
عندکم علی المقلد العمل بالاحوط من القولین او الوجهین
فی مذهبه مادام لم یصل الی معرفة هذه المیزان من
طریق الذوق او الکشف فالجواب نعم یجب علیه ذلک مادام لم یصل
الی مقام الذوق لهذه المیزان کما علیه عمل الناس فی کل عصر انتهی

۱۴

کہا عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ کے اوائل کی فصول میں مطبع مصر کے صفحہ ۱۷ میں فان قال قائل کیف صح من ھؤلاء العلماء ان یفتوا الناس بکل مذہب مع کونھم مقلدین ومن شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامہ فالجواب یحتمل ان یکون احدھم بلغ مقام الاجتہاد المطلق المنتسب الذی لم یخرج صاحبہ عن قواعد امامہ فھؤلاء کلھم وان افتوا الناس بما لم یصرح بہ امامھم فلم یخرجوا عن قواعدہ و یحتمل ان ھؤلاء العلماء اطلعھم اللہ علی عین الشریعۃ الاولی انتھی

۱۵

کہا رئیس المحققین زبدۃ المحدثین امام المتقین استاد المتاخرین خادم حدیث رسول اللہ سالک مسالک ابن السبیل حافظ الدین نبوی شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی کتاب صراط المستقیم کے اوائل میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۲ میں قرار داد علماء و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب ست وضبط و ربط دین و دنیا ہم درین صورت بود و ہم المختار وفیہ الخیر انتھی

۱۶

کہا شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مذکور کے صفحہ ۲۶ میں خانہ دین اینچہ کہ است ہر کہ راہے ازین راہہای معروف از مذاہب اختیار نمودہ بر دیگر رفتن و دیگری گرفتن عبث و بازیچہ باشد و کار خانہ عمل از ضبط و ربط بیرون افگند و از مصلحتی کہ در ان نہادہ است و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب خود آنچہ مختار و رأی کہ دلیل آن احسن و اقوی و فائدہ آن اعم و اتم و احتیاط در آن اکثر و اوفر بود اختیار کند و بہ رخصت مسامحت و حیلہ اندوزی نرود و این طریق

مناخران است و شک نیست کہ این طریق محکم تر و مضبوط تر است و گویند کہ طریق
پیشینیان بخلاف این بود و ایشان تعیین مذہب و اتباع مجتہد واحد از واجبات نمیدانستند انتہی

کہا شیخ عبد الحق دہلوی نے مرج البحرین میں بس الحجۃ گفتہ اند الصوفی لا مذہب لہ صحیح
نباشد مگر باعتبار اخذ اولی و احوط از روایات مذہب واحد کہ التزام اتباع آن کرده است
اگرچہ قول جمہور آن مذہب نباشد و جمیع ائمہ طریقت و اساطین ملت تابع فقہا بوده

کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے کتاب انصاف میں بعد نصف کے باب حکایت حال
الناس میں کہ بعد دو سو برس کے یعنی بعد تقرر مذاہب اربعہ کے عمل درآمد جمہور
علما کا یہہ ہے و عبارتہ ہذہ و بعد المأتین ظہر بینہم التمذہب للمجتہدین بأعیانہم
وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ
وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان انتہی

کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب عقد جید کے آخر میں کہ مرجح فقہا کا یہہ ہے
و عبارتہ ہذہ والمرجح عند الفقہاء ان العامی المنتسب الی
مذہب لہ مذہب لا یجوز لہ مخالفتہ انتہی

کہا شرح وقایہ کے باب النفقۃ میں مطبع دہلی کے صفحہ ۱۳۷ میں و اصحابنا
لما شاہدوا الضرورۃ فی التفریق استحسنوا ان ینصب القاضی
نائبا شافعی المذہب لیفرق بینہما انتہی فہذا دال علی
المرام لانہم استحسنوا ذلک مع ان الضرورات تبیح المحظورات لکنہم
تحرزا عن خلاف المذہب حتی الامکان فان قیل فانہم سلموا عن
ذلک بذلک لکن المستفتی بقی غیر سالم فلنا کان تحرزہم

16

ممکنا ولو لم یمکن له واذا لم یمکن فالضرورات تبیح المحذورات

بالاجماع کما تری اباحۃ لحم الخنزیر عند ضرورۃ المخمصۃ

کہا حموی نے شرح اشباہ کی کتاب التعزیر مین مطبع دہلی کے

صفحہ ۱۷۳ مین وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذہب

الی مذہب باجتہاد وبرہان اثم یستوجب

التعزیر فبلا اجتہاد وبرہان اولی انتہی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح الدر المختار کے کتاب التعزیر مین

مطبع مصر کے صفحہ ۴۱۷ مین وللانصاف ما قالہ الکمال

قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب باجتہاد

وبرہان اثم یستوجب التعزیر فبلا

اجتہاد وبرہان اولی انتہی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح مذکور کے باب المرتد مین مطبع

مصر کے صفحہ ۴۰۲ مین قلت الذی یجب التعویل علیہ

ما نص اہل المذہب فان اتباعنا للمذہب واجب انتہی

کہا علامہ شامی نے شرح در المختار کے کتاب التعزیر مین مطبع

مصر کے صفحہ ۱۹۱ مین فان العلماء حاشاہم اللہ ان یریدوا

الازدراء بمذہب الشافعی وغیرہ بل یطلقون تلک

العبارات للزجر والمنع من الانتقال من مذہب الی مذہب

خوفا من التلاعب بمذاہب المجتہدین ویدل علی

ذلك ما فی القنیة دامز البعض کتب المذهب لیس
للعامی ان تحول من مذهب الی مذهب ویستوی
فیه الشافعی والحنفی انتهی

(٢٣) کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے کتاب القضاء میں مطبع مصر
کے صفحہ ٣٠٣ میں وهذا کله اذا کان المفتیان
مجتهدین واختلفا فی الحکم ومثله یقال فی المقلدین
فیما لم یصرحوا فی الکتب بترجیحه واعتماده او اختلفوا
فی ترجیحه والا فالواجب الآن اتباع ما اتفقوا علی
ترجیحه او کان ظاهر الروایة او قول الامام
او نحو ذلک من مقتضیات الترجیح التی
ذکرناها اول الکتاب انتهی

(٢٤) کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے باب المرتد میں مطبع مصر کے
صفحہ ٥٩٣ میں قلت الذی یجب التعویل علیه ما نصه
اهل المذهب فان اتباعنا له واجب انتهی

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے باب الوتر میں مطبع مصر کے
صفحہ ٤٩٢ میں ذکر العلامة نوح افندی ان
اعتبار رای المقتدی فی الجواز وعدمه متفق
علیه انما الخلاف المار فی اعتبار رای الامام
ایضا فالحنفی اذا رای فی ثوب الامام الشافعی

منيًّا لا يجوز اقتداؤه به اتفاقا انتهى

کہا شامی اور طحطاوی نے شرح درمختار کے کتاب المقصود مین مطبع مصر کے صفحہ ۳۳۱ شامی مین اور اس صفحہ ۵۰۹ طحطاوی سے مین

قال في البحر والعجب من المشايخ كيف يختارون خلاف ظاهر المذهب مع انه واجب الاتباع على مقلدي ابي حنيفة انتهى واجاب الشامي عن المشايخ بانه ليس هو مخالفتهم بل هو تفسير ظاهر الرواية وهو موافق للاقوال انتهى فذلك تصريح بان مذهب الفقهاء ان اتباع المذهب واجب والا كيف اورد الاعتراض عليهم رضي الله تعالى عنهم

کہا کتب اصول مین جیسا کہ عنقریب آوے گی بعینہ نقل اوسکی اور حاصل اوس کا یہہ ہے قال الامام احمد تقليد الاعلم واجب انتهى فهذا امام من الائمة الاربعة فقد قال بوجوب التزام المذهب المعين

کہا شاہ عبد العزیز دہلوی نے بستان المحدثین کے جو صدر مین مطبوعہ کے اوس صفحہ ۱۳ مین وبالجملہ انچہ حق تعالی یحیی بن یحیی را در اندلس از عظمت وجلال وقبول قول واطاعت امر بخشندہ بہیچکس از علماے اندلس نبخشندہ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل

العظيم وابن بشكوال گفته است كه يحيى بن يحيى مستجاب الدعوات بود
و در وضع لباس و نشست و برخاست و هيئت ظاهری نيز تتبع حضرت
امام مالک مینمود وانچه از مالک شنیده بود بموجب آن فتوے میداد و ہرگز
بخلاف مذہب امام مالک راضی نمی شد حالانکہ درآن زمان تقیید بیک
مذہب رائج نبود نہ در عوام ونہ در خواص انتہی پس یحیی بن یحیی کہ شاگرد امام
مالک واز ائمہ محدثین وجامع موطا مشہور ومعروف است او مقید
بمذہب امام مالک بود وبخلاف آن ہرگز راضی نیشد درآن زمان کہ آن زمان
خیر القرون است پس درین زمان فاسد بوافقیہ ما بطریق اولے
راضی نیشد فکفی ذلک الامام فی ذلک الباب حجة وقدوة

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کی بحث مناقب امام ابوحنیفہ میں
مطبع مصر کے صفحہ ۴۶ میں قال فی الولوالجية قال ابو یوسف ما قلت
قولا خالفت فيه اباحنيفة الا قولا قد كان قاله
وروی عن زفر انه قال ما خالفت ابا حنيفة فی شیء
الا قد قاله ثم رجع عنه وفی الحاوی القدسی واذا اخذ
بقول واحد منهم يعلم قطعا انه اخذ بقول ابی حنيفة
فانه روی عن جميع اصحابه الكبار كابی يوسف
ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة
قولا الا وهو روايتنا عن ابی حنيفة و
اقسموا عليه ايمانا غلاظا انتهى

کہا شیخ عبدالوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ کے فصل ماورد فی ذم الرای
مین مطبع مصر کے صفحہ ۶۳ مین ونقل کمال الدین ابن الہمام
عن اصحاب ابی حنیفۃ کابی یوسف ومحمد وزفر و
الحسن انہم کانوا یقولون ماقلنا فی مسئلۃ قولا الا
وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علی ذلک
ایمانا مغلظۃ انتہی فھؤلاء الائمۃ الکبار
المجتہدون فی المذہب من خیر القرون لم یروا
الخروج عن مذہب صاحب المذہب والتزموا
مذہب امامہم مع انہم یجتہدون فی مذہبہ فی
ذلک الزمان زمان خیر القرون فکیف یجوز عدم التزام
من ھو دونہم فی ذلک الزمان الفاسد یوما فیوما بحکم
الاحادیث المرویۃ فکفی التزام ھؤلاء الائمۃ
الکبار من خیر القرون بمذہب امامہم فی
ذلک الزمان دلیلا وحجۃ سندا وقدوۃ فی ذلک
الباب فی ذلک الزمان عند اہل الحق

کہا شامی نے جلد اول کے صفحہ ۶۴ مین وفیہ من التوشیح ان ما
یرجع عنہ المجتہد لا یجوز الاخذ بہ فاذا کان الامر کذلک
فما قالہ اصحابہ مخالفین فیہ لیس مذہبہ فحینئذ
صارت اقوالہم مذاہبہم مع انا التزمنا تقلید

مذهبه دون مذهب غيره ولذ نقول مذهبنا
حنفي لا يوسفي ونحوه قلت قد يجاب بان الامام لما
امر اصحابه بان ياخذوا من اقواله مما يتجه لهم
منها عليه الدليل صار ما قالوه قولا له لابتنائه على
قواعده التي اسسها لهم فلم يكن مرجوعا عنه من كل
وجه فيكون من مذهبه ايضا انتهى فلذلك تصريح بان
مذهب العلماء الحنيفة التزام المذهب الحنفي والمذهب
الحنفي عبارة عن مذهب صاحب المذهب واصحابه المجتهدين
في مذهبه قال الشامي في شرح الدر المختار في باب الحبس من
كتاب القضاء قوله قضى في مجتهد فيه بخلاف رايه
اي مذهبه بحر وابن كمال لا ينفذ مطلقا اي اصل المذهب
كالحنفي اذا حكم على مذهب الشافعي ونحوه او
بالعكس واما اذا حكم الحنفي بمذهب ابي يوسف
او محمد او نحوهما من اصحاب الامام فليس حكما بخلاف
رايه درر اي لان اصحاب الامام ما قالوا بقول
الا وقد قال به كما اوضحت ذلك في شرح
منظومتي في رسم المفتي انتهى

كہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ کے رسالہ رفع الغشاء عن وقتی
العصر والعشاء میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۵۱ میں وحیث ثبت ان قت

العصر اذا صار ظل كل شيء مثليه وانه مذهب
ابي حنيفة رحمه الله تعالى وصححه المشايخ واختاره
فوجب على مقلد ابي حنيفة رحمه الله تعالى العمل به
ولا يجوز له العمل بقوله غيره انتهى

کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ مذکورہ مین مطبع کلکتہ کے صفحہ
۴۶ مین قال الشيخ ابن الهمام في شرح الهداية فظهر
بهذا ان الصواب ما ذهب اليه ابوحنيفة وان العمل
على مقلديه واجب والافتاء بغيره لا يجوز لهم انتهى

کہا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی کی اس آیت فلا تجعلوا لله
اندادا کی تحت مین مطبع دہلی کی صفحہ ۸۱ و ۸۲ مین کہ اینکہ طاعت آنہا بحکم
خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ پیغمبران اند و از انجملہ مجتہدان
شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر نیز لازم الاتباع
است بر عوام انتہی وتقلید واجب مخیر برای افادہ ہمین کہ التزام مذہب معین
بعد از اختیار بر عوام واجب است چنانچہ گفت در بستان المحدثین مطبوعہ
کے صفحہ ۷۹ مین باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد
منتسب بود و محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ در آن مختصر جا بجا اختیار
کردہ کہ مخالف مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پس این کلام شاہ صاحب
صریح است درین امر کہ التزام مذہب معین بر غیر مجتہد واجب است
وتصریح است باینمعنی کہ مراد از عوام در قول ما غیر مجتہدان پس حاصل کلام

شاہ صاحب این است کہ التزام مذہب معین بر عوام
یعنے بر غیر مجتہدان واجب لازم است

کہا شیخ احمد استاد بادشاہ عالمگیر نے تفسیر احمدی میں مطبع
کلکتہ کے صفحہ ۳۴۵ میں اذا التزم مذهبا وجب علیہ
ان یدوم علی مذہب التزم ولا ینتقل الی مذهب آخر انتہی

کہا بحر العلوم فی شرح تحریر الاصول میں وکذا الانتقال
للعامی من مذهب الی مذهب لا یجوز فی زماننا لظهور الخیانة انتہی

کہا عبد الکریم فی سلالة الفتاوی میں الا ان علماء الفریقین
لم یجوزوا ان یاخذ العامی الحنفی الا بمذهب ابی حنیفة
والعامی الشفعوی الا بمذهب الشافعی انتہی

کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انصاف میں بیچ سبب وجوب تقلید
مذہب معین کے وبالجملة فالتمذهب للمجتهدین سر الهمه الله
تعالی العلماء وجمعهم علیه من حیث یشعرون او لا یشعرون انتہی

کہا علامہ قہستانی نے جامع الرموز کے کتاب القضاء میں مطبع دہلی کے
صفحہ ۶۶۱ میں قال ابو بکر الرازی لو قضی بخلاف مذهبه مع
العلم لم یجز فی قولهم جمیعا انتہی وقال فی الحمادیة فی
کتاب القضاء ومن الحاوی ولو قضی بخلاف مذهبه مع
العلم لا یجوز قضاؤه فی قولهم انتہی فذلک محمول علی
القاضی المقلد لانه روی عن ابی حنیفة روایتان

فی قضاء القاضی المجتہد بخلاف مذہبہ لکان معنی
روایۃ الحاوی والرازی ہو معنی روایۃ الشرنبلالی الاٰتی

کہا درمختار میں کتاب القضاء کے باب الحبس میں مطبع دہلی
کے صفحہ ۱۰۵ میں وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی
قضی من لیس بمجتہد کحنفیۃ زماننا بخلاف مذہبہ
عمداً لا ینفذ اتفاقاً انتہی فما ہو مذکور فی الکتب
من ان حکم القاضی لا ینقض ما لم یخالف القاطع
من الکتاب والسنۃ والاجماع فہو مختص بالقاضی المجتہد
کما ہو مصرح فی الکتب الاصولیۃ والفروعیۃ

کہا درمختار کی کتاب القضاء میں مطبع دہلی کے صفحہ ۹۳ ہ
میں ویاخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی
الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم
بقول زفر والحسن وہو الاصح وصحح فی الحاوی اعتبار
قوۃ المدرک والاول اضبط ولا یخیر الا اذا
کان مجتہداً بل المقلد متی خالف معتمد مذہبہ
لا ینفذ حکمہ وینقض وہو المختار للفتوی
کما بسطہ المصنف رحمہ اللہ تعالی فی فتاواہ وغیرہ انتہی

کہا علامہ شامی نے شرح الدر المختار میں جلد رابع کے
صفحہ ۳۰ میں قولہ فی الحاوی ای الحاوی القدسی

قوله والاول اضبط لان ما فی الحاوی خاص لمن له
الاطلاع علی الکتاب والسنة وصار ملکة
النظر فی الادلة واستنباط الاحکام منها و
ذلک هو المجتهد المطلق او المقید بخلاف الاول
فانه یمکن لمن هو دون ذلک قوله ولا یخیر
الا اذا کان مجتهدا ای لا یجوز له مخالفة الترتیب
المذکور الا اذا کان له ملکة یقتدر بها علی
الاطلاع علی قوة المدرک وبهذا رجع القول الاول
الی ما فی الحاوی القدسی من ان العبرة فی المفتی
المجتهد لقوة المدرک انتهی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح در المختار میں جلد
ثالث کے صفحہ ٦٧ میں قوله والاول اضبط
لاطراده فی الخاص والعام وهو من لا یدرک
قوة المدرک علی انه قد یظهر له قوة بحسب ادراکه
ویکون الواقع بخلافه او بحسب دلیل ویکون
لصاحب المذهب دلیل آخر لم یطلع علیه ثم
هذا اذا کان الامام فی جانب وصاحباه
فی جانب قال فی البحر وصحح فی الحاوی القدسی ان
الامام اذا کان فی جانب وصاحباه فی جانب

ما لا عتبار لقوة المدرك فان قلت كيف جاز
للمشايخ الاختيار بغير قول الامام مع انهم مقلدون
له قلت قد اشكل على ذلك مدة طويلة ولم ار عنه
جوابا الا ما فهمته الان من كلامهم وهو انهم
نقلوا عن اصحابنا انه لا يحل لاحد ان يفتي بقولنا
حتى يعلم انه من اين قلنا فاقول ان هذا الشرط كان
في زمانهم اما في زماننا فيحل الافتاء بقول الامام
بل يجب وان لم نعلم من اين قال فعلى هذا فما صححه في
الحاوي القدسي مبني على هذا الشرط قوله اعلم ان كل
موضع قالوا الرأي فيه للقاضي فالمراد قاض له
ملكة الاجتهاد لان المقلد يتعين عليه
اتباع معتمد المذهب انتهى

کہا در المختار میں کتاب القضاء کے فصل الحبس میں
مطبع دہلی کے صفحہ ۱۰۵ میں قضی فی مجتهد فیه
بخلاف رایه ای مذهبه مجمع وابن کمال
لا ینفذ مطلقا ناسیا او عامدا عندهما و
الائمة الثلثة وبه یفتی مجمع ووقایه وملتقی انتهی

کہا علامہ شامی نے اور طحطاوی نے شرح مذکور کی کتاب
القضاء میں شامی کی جلد رابع کے صفحہ ۳۳۴ میں

اور طحطاوی کی جلد ثالث کے اس صفحہ ۱۹۸ میں ہے

قال فی الفتح لو قضی فی المجتهد فیه ناسیا لمذهبه
مخالفا لرایه نفذ عند ابی حنیفة روایة واحدة
وان کان عامدا ففیه روایتان وعندهما لا
ینفذ فی الوجهین والفتوی علی قولهما وذکر فی
الفتاوی الصغری ان الفتوی علی قوله فقد
اختلف الفتوی والوجه فی ذلك الزمان ان یفتی
بقولهما لان التارك لمذهبه عمدا لا یفعله الا لهوی
باطل لا لقصد جمیل واما الناسی فلان المقلد ما قلده
الا لیحکم بمذهبه لا بمذهب غیره هذا
کله فی القاضی المجتهد فاما المقلد فانما ولاه
لیحکم بمذهب ابی حنیفة فلا یملك المخالفة
فیکون معزولا بالنسبة الی ذلك الحکم
انتهی وقال الشرنبلالی عن البرهان هذا
صریح الحق الذی یعض علیه بالنواجذ
انتهی کلام الطحطاوی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح مذکور کی کتاب
المفقود کے صفحہ ۵۰۹ میں ولو قضی به الحنفی لا
ینفذ لان امامه لا یراه وقال فی شرح الملتقی

مع مذہب اپنے امام کی سے تمام ہوئی کلام شامی کے یعنی سلطان یا تو مقید کری کا قضا مقلد کو ساتھ حکم کے موافق صحیح ۱۲

ان القاضی المقلد متی خالف معتمد مذهبه لا
ینفذ حکمه فی زماننا وینقض وهو
المختار للفتوی انتهی

کہا در المختار کے کتاب القضاء کی فصل الحبس میں
مطبع دہلی کے صفحہ ۱۰۵ میں اور مطبع میرٹھ کے
صفحہ ۱۳۴ میں وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی و
لو قضی من لیس مجتهدا کحنفیة زماننا
بخلاف مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذا
ناسیا عندهما ولو قیده السلطان بصحیح مذهبه
کزماننا تقید بلا خلاف لکونه
معزولا عنه انتهی کلام صاحب الدر

کہا علامہ شامی نے شرح در المختار کی جلد
رابع کے صفحہ ۳۳ میں قوله لکونه معزولا
عنه قال الشرنبلالی فی شرح الوهبانیة محل الخلاف
فیما اذا لم یقید علیه السلطان القضاء
بصحیح مذهبه والا فلا خلاف فی عدم
صحة حکمه بخلافه لکونه معزولا
انتهی یعنی ان السلطان اما قید اولم
یقید فاذا قید قضاء المقلد بصحیح

[illegible]

المذهب فلا ينفذ حكمه بخلافه بالاتفاق واذا لم يقيد
قضاءه به فاذا قضى بخلاف المذهب عامدا فلا ينفذ
ايضا بالاتفاق واذا قضى بخلافه ناسيا فلا ينفذ عند الصاحبين
وهو المختار في ذلك الزمان قال في الدر المختار بل المقلد متى
خالف معتمد مذهبه لا ينفذ حكمه وينقض وهو المختار
للفتوى كما بسطه المصنف وغيره انتهى وقال الطحطاوي
لو قضى به الحنفي لا ينفذ لان امامه لا يراه وقال في شرح
الملتقى ان القاضي المقلد متى خالف معتمد مذهبه لا ينفذ حكمه وينقض
وهو المختار للفتى انتهى فتحصل مما ذكر ان المقلد اذا حكم بخلاف
مذهب امامه عامدا فلا ينفذ بالاتفاق سواء قيده
السلطان او لم يقيد واذا حكم بخلاف مذهب
امامه ناسيا فاذا قيده السلطان فلا ينفذ
ايضا بالاتفاق واذا لم يقيد فلا ينفذ عند
الصاحبين وعليه الائمة الثلثة وهو المختار للفتوى
وبه يفتى كما مر فقد ثبت بما ذكر من الصدر
الى هذا السطر ان مذهب العلماء والفقهاء ان
تقليد المذهب المعين من المذاهب الاربعة على المقلد
واجب وان المقلد اذا قضى او افتى وجب عليه التزام معتمد
المذهب المدون في كتب المذهب وان خلافه لا ينفذ بالاتفاق

خاتمہ جواب عمدہ تمسکات مصنف معیار مین

تمسکات اول یہہ ہی کہ مذکور ہے فتاوی عالمگیری مین وفی نوادر داؤد بن رشید
عن محمد فی رجل لبس بفقیہ ابتلی بنازلۃ فی المراۃ
سأل عنہا فقیہا فافتاہ بامر من تحریم او تحلیل فعزم
علیہ وامضاہ ثم افتاہ ذلک الفقیہ بعینہ او
غیرہ من الفقہاء فی امرأۃ اخری فی عین تلک الحادثۃ
بخلاف ذلک فاخذبہ وعزم علیہ وسعہ الامران
جمیعا ولوکان ہذا الرجل سال بعض الفقہاء عن
نازلۃ فافتاہ بحلال او حرام فلم یعزم علی ذلک فی زوجتہ
وترک فتوی الاول وسعہ ذلک ولوکان امضی قول الاول
فی زوجتہ وعزم فیما بینہ وبین امرأۃ ثم افتاہ فقیہ
آخر بخلاف ذلک لا یسعہ ان یدع ما یعزم علیہ ویاخذ
بفتوی الاخر قال محمد ہذا کلہ قول ابی حنیفۃ
وابی یوسف وقولنا انتہی جواب اوسکا دو وجہ سے ہے
وجہ اول یہہ ہے کہ یہہ روایت نوادر بن رشید کی بناو کیا
طحطاوی نی شرح درمختار مین بحث رسم مفتی مین قولہ ما اتفق

علیہ اصحابنا فی الروایۃ الظاہرۃ عنہم قیدبہ لان وجود
روایات اخر مرجوع عنہا او غیر مشہور لا تعتبر انتہی
اور وجہ ثانی یہہ ہے کہ یہہ روایت نوادر داؤد بن
رشید کی دلالت کرتی ہے اسپر کہ تقلید مذہب معین کی
فرض نہین ہے نہ اس پر کہ تقلید مذہب معین کی واجب نہین
پس اس روایت فی نہ دلالت کی اس پر کہ التزام مذہب واجب
ہے یا عدم التزام واجب پس اسکی لئے کوئی دلیل اور چاہیے
کیونکہ یہہ روایت نوادر کی صرف اسپر دلالت کرتی ہے
کہ تقلید مذہب معین کی فرض نہین جیساکہ وہ قول ہمارا ہے
پس یہہ روایت نوادر کی حجت ہم لوگونکی ہوئی نہ مخالف کی

تمسک ثانی یہہ ہے کہ اہل اصول اپنی کتب اصول مین بیان کرتی ہین
لا یرجع المقلد عما عمل بہ اتفاقا وہل یقلد غیرہ فی غیرہ
المختار الجواز لما علم من استفتائہم مرۃ واحدا
واخر غیرہ بلا نکیر انتہی جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ غیر ملتزم
مین ہے نہ ملتزم مین اور یہی جواب اسکا بعینہ جواب روایت نوادر
داؤد کا ہے بلا تفاوت پس یہہ سند بھی ہماری ہوئی نہ مخالف کی کما یخفی

تمسک ثالث یہہ ہے کہ کتب اصول مین مذکور ہے لو التزم احد
مذہبا معینا کمذہب ابی حنیفۃ او غیرہ فہل یلزمہ
الاستمرار علیہ فقیل نعم وقیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ

الله تعالی ولم یوجب علی احد ان یتمذهب مذهب احد
من الائمة وقیل هو کمن لم یلتزم انتهی جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ
اختلاف اوس وجوب اور لزوم مین ہے کہ بمعنی فرض کے ہے نہ وجوب
اصطلاحی مین کما صرح به بحر العلوم عبد العلی فی شرح مسلم
الثبوت ولو التزم احد مذهبا معینا ای عهد نفسه
انه علی هذا المذهب کمذهب ابیحنیفة او غیره فهل
یلزمه الاستمرار علیه فقیل نعم یجب الاستمرار علیه و
یحرم الانتقال من مذهب الی مذهب وقیل لا یجب
الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق انتهی بس قول بحر العلوم کا
فقیل نعم یجب الاستمرار ویحرم الانتقال تصریح ہے
اس امر کی کہ وجوب یہان بمعنی فرض ہے نہ بمعنی وجوب اصطلاحی کے
کیونکہ حرمت ضد فرض کی ہے نہ ضد وجوب اصطلاحی کی اور یہی
ہم کہتے ہین کہ وجوب یہان بمعنی فرض کے ہے کیونکہ یہہ بحث کتب
الاصول حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ مین مشترک اور موجود ہے اور
وجوب نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے بمعنی فرض کے ہے اور حنفی
اپنی کتب اصول مین وجوب کو بمعنی فرض کے بول جال کرتے
ہین جیسا کہ کہتے ہین الامر للوجوب والخاص واجب
العمل بلکہ کتب فروع مین بھی جیسا کہ الزکوة واجبة وهی لا
یجب الا فی نصاب حولی فاصل الخ والجمعة واجبة و

شرط لوجوبها الاقامة الخ والحج یجب علی کل حر مسلم

الخ وغیر ذلک مما لا یحصی قال صاحب الکشف فی شرح

اصول البزدوی فی افعال النبی صلعم والقاضی وسائر

الاصولین قسموها علی ثلثة اقسام واجب ومستحب ومباح

وارادو بالواجب الفرض انتهی پس وجوب اس جا جبتک بمعنے

فرض لیا جاوی تو معنی مستقیم نہونگی کیونکہ مالکیہ اور شافعیہ

قائل اس وجوب اصطلاحی کے نہیں ہیں اور بمعنی فرض کے اعمال

مین سب متفق ہین پس ثابت ہوا کہ وجوب یہان بمعنے فرض ہے

نہ وجوب اصطلاحی پس اختلاف اہل اصول کا فرضیت اور عدم فرضیت

مین ہو نہ وجوب اصطلاحی مین بلکہ وہ متفق علیہ ہے جیسا کہ روایات

سابقہ مین گذرا پس یہہ مسئلہ اصولیہ حجت ہماری ہوئی نہ مخالف کے

جیسا کہ نہین پوشیدہ اہل علم پر پس جبکہ ثابت ہوا کہ وجوب یہان بمعنے

فرض ہے نہ بمعنی وجوب اصطلاحی تو اب جواب دینے اون مسائل

کے کہ وہ متفرع اور مبنی ہین اس مسئلہ اصولیہ پر کچھ حاجت

نہی کیونکہ وہ مبنی ہین اوپر اس مسئلہ اصولیہ کے پس بناؤ نکی اگر موافق

ہے مسئلہ اصولیہ کے تو ہماری موافق ہوئی اور بنا اونکی اگر مخالف ہے

تو مخالف اصول کے ہوئی اور خود بخود رد ہوئی کیونکہ تفریع اور بنا تہی

اس مسئلہ اصولیہ پر سواو سکی مخالف ہوئی حاصل کلام کا یہہ ہے کہ

اگر تفریع جواز انتقال اور عدم لزوم کی مقابل وجوب اصطلاحی کے ہے تو یہہ

تفریع غلط ہوئی کیونکہ وہ مخالف ہے مبنی علیہ اور متفرع علیہ کو
اور اگر ہو تفریع جواز انتقال اور عدم لزوم کی مقابل فرضیت کے
تو یہہ تفریع صحیح ہوئی اور مخالف وجوب التزام مذہب کو نہوئی لہذا
طحطاوی نے صدر شرح در مختار میں خوب بحث کی جواز انتقال
اور عدم لزوم میں پھر آگے جاکر باب مرتد میں کہا کہ اتباع مذہب کا
ہمپر واجب ہے حیث قال قلت الذی یجب التعویل علیہ ما نصہ
اهل المذهب فان اتباعنا للمذهب واجب انتهى

تمسک رابع یہہ ہے کہ مذکور ہے عقد جید میں نقل الشیخ عبد الوهاب
الشعرانی عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاهب انهم کانوا
یعملون ویفتون بالمذاهب من غیر التزام مذهب معین
من زمن الصحابۃ الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامہ ان
ذلک امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا حتی صار متفقا
علیہ فصار سبیل المومنین الذی لا یصح خلافہ
انتهى اقول هذا مخالف لما صرح بہ الشعرانی حیث
قال فی المیزان الصغری ومثلہ فی المیزان الکبری امامن
لم یصل الی شهود عین الشریعۃ الاولی وجب علیہ التقلید
لمذهب واحد کما مر تقریرہ خوفا من الوقوع فی الضلال و
علیہ عمل الناس الیوم انتهى اور بھی عبد الوهاب شعرانی نے جواب اسکا
دیا اپنی میزان کبری میں حیث قال فان قال قائل کیف حد من

من هؤلاء العلماء ان يفتوا الناس بكل مذهب مع كونهم
مقلدين ومن شأن المقلد ان لا يخرج عن قول امامه
فالجواب يحتمل ان يكون احدهم بلغ مقام الاجتهاد
المطلق المنتسب الذي لم يخرج صاحبه عن قواعد امامه
كابي يوسف ومحمد بن الحسن واشهب والمزني وابن لبابة
وابن شريح فهؤلاء كلهم وان افتوا الناس بما لم يصرح
به امامهم فلم يخرجوا عن قواعده وقد نقل الجلال السيوطي
ان الاجتهاد المطلق على قسمين مطلق غير منتسب كما عليه
الائمة الاربعة ومطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
الذين ذكرناهم وقال ولم يدع الاجتهاد المطلق
غير المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام محمد
بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى ويحتمل ان هؤلاء
العلماء الذين كانوا يفتون الناس على المذاهب الاربعة
اطلعهم الله تعالى على عين الشريعة الاولى انتهى كلام الشعراني

تمسک خامس یہ ہے کہ مذکور ہے کتب میں کہ مروی ہے ائمہ الاربعہ سے
اذا صح الحدیث فهو مذهبی واترکوا قولی بقول رسول صلعم
انتہی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ خطاب ہے اپنے اصحاب مجتہدین فی
المذہب کو واسطے اسی حدیث کے قرار دیا گیا ہے کہ مذہب عبارت ہے
مذہب صاحب اور مذہب مجتہدین فی المذہب سے قال الشامی فی شرح الدر

انتهار قيل بحث رسم المفتی فقد صح عنه انه قال اذا صح
الحديث فهو مذهبی وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن ابی حنيفة
وغيره من الائمة ونقله الامام الشعرانی عن الائمة الاربعة
ولا يخفى ان ذلك لمن كان اهلا للنظر فی النصوص انتهى
والمراد من اهل النظر اهل الاجتهاد قال فی الدر المختار
فی كتب القضاء يأخذ القاضی كالمفتی بقول ابی حنيفة على
الاطلاق ثم بقول ابی يوسف ثم بقول محمد ثم بقول
زفر وحسن وصح فی الحاوی قوة المدرك والاول اضبط
انتهى قال الشامی قوله والاول اضبط لان ما
فی الحاوی خاص فيمن له اطلاع على الكتاب والسنة
وصار له ملكة النظر فی الادلة واستنباط الاحكام
منها وذلك هو المجتهد المطلق او المقيد انتهى وقال الشيخ
عبد الوهاب الشعرانی فی الميزان الكبرى والصغرى
وبلغنا ان شخصا استشار رضی الله عنه فی تقليده
احدا من علماء عصره فقال له لا تقلدنی ولا مالكا
الاوزاعی ولا النخعی ولا غيرهم وخذ الاحكام من حيث
اخذوا قلنا هو محمول على من له قدرة على استنباط
الاحكام من الكتاب والسنة والا فقد صرح العلماء
بان التقليد واجب على كل ضعيف وقاصر انتهى وقال

النووى فى شرح مسلم فى كتاب الاقضية اجمع
المسلمون على ان ذلك فى حاكم عالم اهل للحكم فان
اصاب فله اجران اجر باجتهاده واجر باصابته قالوا فاما من
ليس باهل للحكم فلا يحل له الحكم فان حكم فلا
اجر له بل هو اثم عاص فى جميع احكامه وان وافق
الصواب ولا يعذر فى شئ انتهى وقال الطحطاوى و
الشامى فى شرح الدر المختار قبيل كتاب الطهارة
عن ابن كمال باشا ان الفقهاء سبع طبقات الاولى
طبقة المجتهدين فى الشرع كالائمة الاربعة ومن
سلك مسلكهم فى تاسيس قواعد الاصول
وبه يمتازون عن غيرهم الثانية طبقة المجتهدين
فى المذهب كابى يوسف ومحمد بن الحسن وسائر
اصحاب ابى حنيفة القادرين على استخراج الاحكام
وان خالفوه فى بعض احكام الفروع لكن يقلدونه
فى قواعد الاصول وبه يمتازون عن المعارضين
فى المذهب كالشافعى وغيره المخالفين له
فى الاحكام غير مقلدين له فى الاصول
الثالثة طبقة المجتهدين فى المسائل التى لا نص فيها
عن صاحب المذهب كالخصاف وابى جعفر الطحاوى

وابى الحسن الكرخى وشمس الائمة الحلوائى وشمس الائمة
السرخسى وفخر الاسلام البزدوى وفخر الدين قاضيخان و
امثالهم فانهم لا يقدرون على شى من المخالفة لا فى الاصول
ولا فى الفروع لكنهم يستنبطون الاحكام فى
المسائل التى لا نص فيها على حسب الاصول والقواعد
الرابعة طبقة اصحاب التخريج من المقلدين كالرازى
واضرابه فانهم لا يقدرون على الاجتهاد اصلا
لكنهم لاحاطتهم بالاصول وضبطهم بالمأخذ
يقدرون على تفصيل قول مجمل ذى وجهين وحكم
مبهم محتمل لامرين منقول عن صاحب المذهب او
احد من اصحابه برأيهم ونظرهم فى الاصول والمقايسة
على امثاله ونظائره من الفروع وما فى الهداية من قوله
كذا فى تخريج الكرخى وتخريج الرازى من هذا القبيل
الخامسة طبقة اصحاب الترجيح من المقلدين كابى الحسن
القدورى وصاحب الهداية وامثالهما وشأنهم تفضيل
بعض الروايات على بعض كقولهم هذا اولى وهذا
اصح رواية وهذا ارفق للناس السادسة طبقة المقلدين
القادرين على التمييز بين الاقوى والقوى والضعيف و
الظاهر المذهب والرواية النادرة كاصحاب المتون

المعتبرة من المتاخرين مثل صاحب الكنز وصاحب المختار
وصاحب الوقاية وصاحب المجمع وشانهم ان لا ينقلوا
الاقوال المردودة والروايات الضعيفة السابعة طبقة
للمقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكروا ولا يفرقون بين
الغث والسمين انتهى قال الطحطاوي والسابعة مقلدون
لا يقدرون على شئ والسادس كذلك من المقلدين
قوله اما نحن فعلينا اتباع ما رجحوه هذا عين المرتبة
السابعة انتهى وقال الشامي قوله اما نحن يعني اهل الطبقة
السابعة قوله كما لو افتوا في حيوتهم اي كما نتبعهم لو
كانوا احياء وافتونا بذلك فانه لا يسعنا مخالفتهم انتهى

مسئلہ سادس یہہ ہے کہ کتاب انصاف شاہ ولی اللہ وغیرہ میں مذکور
ہے کہ فتاوی بزازیہ میں روی عن ابی یوسف انہ صلی یوم
الجمعۃ بالناس مغتسلا من الحمام وتفرقوا ثم اخبر بفارۃ
میتۃ فی بئر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اہل المدینۃ
اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا انتہی جواب اس کا یہہ ہے
کہ یہہ حکایت دال ہے اس پر کہ اگر عمل کیا گیا موافق اپنی مذہب کے اور
بعد عمل کے ظاہر ہو خلاف مذہب کے اور مسئلہ مجتہد فیہ ہو تو اس
صورت میں نزدیک امام ابو یوسف کے جائز ہے پس قیاس کرنا
عمد کا خطا پر اور غیر مجتہد فیہ کا مجتہد فیہ پر قیاس مع الفارق ہے

اور مردود بالاتفاق ہے مع ان تلک الحکایۃ غیر مسلمۃ لان المجتہد
مامور بالعمل بحسب ظنہ بالاجماع قال الشامی فی شرح الدر المختار
فی بحث رسم المفتی لان المجتہد مامور بالعمل بمقتضی ظنہ اجماعا
وھذا خلاف مقتضی ظنہ انتہی و قال فی المسلم والعضدی وجب علیہ
العمل بظنہ ولا یجوز لہ التقلید مع اجتہادہ بالاجماع انتہی و ایضا یدل
علی ان تلک الحکایۃ غلط ما قال ابن تیمیہ کیف ھذہ سنۃ رسول اللہ مع
عموم البلوی بہا ولا ینقلہا احد من اصحابہ الا روایۃ مضطربۃ عن
ابن عمر و لم یعمل بہا احد من اھل المدینۃ ولا اھل البصرۃ ولا اھل الشام
ولا اھل الکوفۃ انتہی ذکرہ فی بحر الرائق

تمسک سابع یہ ہے کہ مذکور ہے بعض کتب میں قال القرافی اجمعوا
علی ان من استفتی ابا بکر و عمر فلہ ان یستفتی ابا ھریرۃ و معاذ بن جبل
غیرھما و یعمل بقولھم من غیر نکیر انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قیاس مع
الفارق ہے جیسا کہ بیان کیا میں نے اسکو مدار الحق میں اسواسطے اسکو چھوڑ کے
مع انہ قال ملا علی القاری فی الرسالۃ المؤلفۃ فی جواب الرسالۃ المنسوبۃ
الی امام الحرمین فی قصۃ القفال بل یجب علیہ حینئذ ان یعین مذھبا من
ھذہ المذاھب اما مذھب الشافعی فی جمیع الفروع واما مذھب غیرہ
ولیس لہ ان ینتحل من مذھب الشافعی فی بعض ما یھواہ و من مذھب
غیرہ فی الباقی ما یرضاہ لانا لو جوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج
عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذھب الشافعی

بالمشابهة المذکورة ان اتحاد الصفات و بینهما تمام اتحاد الصفات المذکورة بالمشابهة لجهة والدال المهملة فان صفاتهما من الجهر والشدة و الانفتاح والاستفال والقلقلة والاصمات معا ان صوتهما متحد بالمشابهة المذکورة وکذلک الکاف والتاء المثناة الفوقانیة فان صفاتهما من الهمس والشدة والانفتاح والانخفاض والاصمات والسکون متحدة مع ان صوتهما غیر متحد بالصفة المذکورة وکذلک الحاء المهملة والتاء المثلثة فان صفاتهما من الهمس والرخوة والانفتاح والانخفاض والاصمات والسکون متحدة مع ان صوتهما غیر متحد بالکیفیة المذکورة ولانه قال امام القراء الامام الجزری فی النشر کل حرف شارک غیره فی مخرج فانه لا یمتاز عن مشارکه الا بالصفات وکل حرف شارک غیره فی صفاته فانه لا یمتاز عن غیره الا بالمخرج انتهی فلما کان مخرج الضاد والظاء متحدة وکان صفاتهما متحدا لکان غیر ممتاز

مثلا اذا اقتضى تحريم شئ ومذهب غيره اباحة ذلك الشئ
او بالعكس فهو ان شاء مال الى الحلال وان شاء مال الى الحرام فلا
يتحقق الحل والحرمة حينئذ وفي ذلك اعدام التكليف وابطال
فائدته واستيصال قاعدته وذلك باطل فان قيل اليس في
عهد الصحابة كان الواحد من الناس مخيرا بين ان ياخذ في بعض
الوقائع بمذهب الصديق الاكبر وفي بعض اخر بمذهب الفاروق
قلنا انما كان كذلك لان اصول الصحابة لم تكن كافة لعامة الوقائع
ولا شاملة لكافة المسائل لانهم لم يتفرغوا الى تفريع التفاريع
وتمهيد الاصول والتفاصيل فلاجل الضرورة يحل للمقلدين
اتباع الصديق الاكبر في بعض الوقائع واتباع الفاروق
في بعض اخر واما في زماننا فمذاهب الائمة الاربعة كافة
بمعرفة الكل فلا ضرورة الى اتباع امامين انتهى مع ان ذلك
الاجماع غير مسلم لانه قد اجمع العلماء على ان المفتي هو المجتهد
قال الطحطاوي والشامي في شرحي الدر المختار قال الشيخ ابن
الهمام في فتح القدير وقد استقر راي الاصوليين على ان
المفتي هو المجتهد فاما غير المجتهد ممن حفظ اقوال المجتهد فليس
بمفت فالواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد كالامام
على وجه الحكاية انتهى وقال الشيخ ابن الهمام في اواخر
تحرير الاصول الاتفاق على حل الاستفتاء ممن عرف انه

من اهل الاجتهاد والعداله وعلی امتناعه ان ظن احدهما

انتهی وابوهریرہ رض لیس من اهل الاجتهاد کما فی الاصول

تمسک ثامن یہہ بھی مذکور ہے بعض کتب مین قال القرافی انعقد الاجماع علی

من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر انتهی جواب اسکا یہہ ہے

کہ یہہ اجماع اسپر ہی دلالت کرتا کہ کوئی شخص مسلمان ہو تو وہ شخص تقلید کسی امام کی

ائمہ مذاہب کے کرلے یعنی خواہ امام ابوحنیفہ کی یا امام مالک کے یا امام شافعی کی یا امام احمد بن حنبل کی

یعنی اسپر حجر نہین کہ مالکی ہو یا شافعی ہو یا حنفی ہو یا حنبلی ہو بلکہ اسکو اختیار ہے جسکی چاہے

اوسکی کرے تقلید نہ دوران پر در مذاہب کے مع ان ذلک الاجماع ایضا غیر مسلم

لانه قال فی تحریر الاصول و مسلم الثبوت یجوز تقلید المفضول و

الا فضل و احمد و طائفة کثیرة من الفقهاء علی المنع انتهی لیکن

پوشیدہ نرہے کہ یہہ جواز مقابلہ منع کی ہے نہ منافی وجوب تقلید اعلم و افضل کو

ہیں اور اسطرح حدیث مذکور کے پس اعتراض شامی اور ابن حجر مکی پر نہ وارد ہوا

تمسک تاسع یہہ ہے کہ مذکور ہے تحبیر شرح تحریر مین ان القرون الماضیة من العلماء اجمعوا

علی انه لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید رجل واحد بحیث لا یحکم و لا

یفتی فی شیء من الاحکام الا بقوله انتهی جواب اسکا یہہ ہے کہ تقلید بسبب مذاہب

اربعہ سے نہین ہے تقلید شخصی کیونکہ وہ تقلید جماعت کی ہے مسائل مختلف فیہا مین اور

تقلید اجماع کی مسائل مجمع علیہا مین جیسا کہ ہدایة النحو مین بیان کیا گیا ہے کہ شاہ

ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب انصاف مین وکان ابوحنیفة رح الزمهم بمذهب

ابراهیم واقرانه الا فی مواضع یسیرة وهو فی تلک الیسیرة یخرج ایضا

لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء كوفة انتهى والكوفة قبة الاسلام
ودار هجرة المسلمين كما في القاموس ودار العلم ومحل الفضلاء
كما في النووي اور يهي كهتي هين هم كه هر مذهب مذاهب اربعه سي عبارت هي اول
صاحب مذهب مجتهدين في المذهب پس تقليد مذهب واحد كى ان مذاهب اربعه سي تقليد
شخص نهوئي مع ان ذلك الاجماع غير مسلم لان الامام احمد
بن حنبل وطائفة كثيرة من الفقهاء على وجوب تقليد الافضل
ومنع تقليد المفضول وايضا ثبت ان اصحاب ابيحنيفة ومالك ما
قالوا الا بقوله قال شاه عبد العزيز الدهلوي في بستان
المحدثين قال ابن بشكوال ان يحيى بن يحيى كان مستجاب الدعوات و
متبع الامام مالك في هيئته الظاهرة من الجلوس والقيام واللباس
وكان يفتي بما سمعه من الامام مالك ولا يرضى بخلافه اصلا انتهى فلذا
يحيى بن يحيى الذي هو مصنف موطأ الامام مالك المشهور بين المشرق و
المغرب المروي عنه في الصحاح الستة وقال اصحاب الامام ابي حنيفة
الكبار ابو يوسف ومحمد بن الحسن وزفر بن الهذيل والحسن بن زياد
ما قلنا في مسئلة قولا الا وهو روايتنا عن الامام ابيحنيفة رح
فهذا حال اصحاب الامامين الهمامين ابي حنيفة ومالك الكبار
فما حال من دونهم وايضا يدل على بطلان ذلك الاجماع التثليث
المذكور في كتب الاصول كمختصر الاصول لابن الحاجب وتحرير
الاصول لابن الهمام والعضدي شرح مختصر الاصول للقاضي

عضد الدين صاحب المواقف وغيرهم حيث قالوا ان المقلد
اذا التزم مذهبا معينا فهل يلزمه فقيل يلزمه وقيل لا
يلزمه وقيل هو كغير الملتزم انتهى ووجه دلالة ذلك على التثليث
بطلان ذلك الاجماع ظاهر لان ابن امير الحاج الذي نقل مصنف
المعيار عنه ذلك الاجماع متاخر عن الشيخ ابن الهمام والشيخ ابن
الحاجب والقاضي عضد الدين فهؤلاء يدعون التثليث وهو
يدعي ذلك الاجماع فبينهما تخالف ظاهر وتباين بليغ مع ان
التثليث متواتر نقله حتى جعل مسئلة من مسائل الاصول و
الظاهر ان اهل القول الاول الامام احمد بن حنبل والطائفة
الكثيرة من الفقهاء والائمة الشافعية فاما الائمة الشافعية
فقال العلامة الشامي في صدر شرح الدر المختار ان ما ذكر عن النسفي
من وجوب اعتقاد ان مذهبه صواب يحتمل الخطاء مبني على انه لا
يجوز تقليد المفضول وانه يلزمه التزام مذهبه ورايت في اخر
فتاوى ابن حجر فانه سئل عن عبارة النسفي المذكورة فحرر ان قول
ائمة الشافعية كذلك ثم قال ان ذلك مبني على الضعيف من انه
وجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليد اي شاء
ولو مفضولا انتهى لكن لا يخفى ان قوله ان ذلك مبني على الضعيف
الخ ما ورد على ائمة الشافعية لان الوجوب عندهم بمعنى الفرض
لا علينا لان الوجوب عندنا ما ثبت بالدليل الظني لا بمعنى

بهم مما ذكرنا ان التشابه بين الضاد والظاء شديد والتميز عسير جدا انتهى ان الكتب الا الرازي مشتمل على ثلثة امور فالامر الاول ان صوت الضاد مشابه لصوت الظاء ... ان الذي للسين ... علم وقوله ان اشتباه الضاد بالظاء لا يبطل الصلوة فانه قال في الصراح وغيره اشتباه ما نند شدن چيزى بچيزى ويوشيده شدن بر کسى فذلك يدل على انه بينهما اليس اشتباه لكن اذا اوقع ذلك الاشتباه يبطل الصلوة ويكره متجنبين لما مر من ان الضاد الضعيفة المستهجنة صوتها يشتبه بعض صوت الدال والظاء الذي في الامثال والقواعد والتمهيد والامر الثاني ان غرض الضاد لما كان اخرجها على بعض قوم ليس في لغتهم مخرجها عسير احق اذا اخرجها تخرجت ظاء معجمة وتخرجت بين الضاد والظاء المجمتين كما ذكره السيوطي حكم بعدم بطلان الصلوة بهذه الشبهة بينهما

٥م

الفرض واما الامام احمد والطائفة الكثيرة فقال في تحرير الاصول

ومسلم الثبوت يجوز تقليد المفضول مع وجود الافضل واحمد و

ط نقله كثيرة من الفقهاء على المنع انتهى ثم قال في مختصر الاصول

يجوز للمقلد تقليد المفضول وعن احمد وابن شريح منعه بل وجب عليه

النظر في الارجح ويتعين الارجح للتقليد انتهى وقال الامام الاسنوي

في شرح منهاج الاصول للقاضي البيضاوي ما حاصله انهم اتفقوا

على ان العامي لا يجوز ان يستفتي الا ممن غلب على ظنه انه من اهل الاجتهاد

والورع فان كان جماعة فقال قوم يجب عليه الاجتهاد في اورعهم واعلمهم فان

ترجح احدهما مطلقا تعين العمل بقوله وان ترجح احدهما في الدين واستويا

في العلم وجب الاخذ بقول الاعلم وهو الاقرب وقال الاخرون لا يجب

ورجح ابن الحاجب جواز تقليد المفضول مع وجود الفاضل انتهى فقوله وهو

الاقرب نص على ان قول الائمة الشافعية وغيرهم من وجوب تقليد

الاعلم دون غيره قول صحيح مرجح اقرب الى الصواب لقوله عليه

السلام من تولى من امر المسلمين شيئا واستعمل عليهم رجلا وهو يعلم

ان فيهم من هو اعلم واولى منه بكتاب الله وسنة رسول الله فقد خان الله و

رسوله وجماعة المسلمين رواه الطبراني المؤيد مضمونه بقوله تعالى واتبعوا

احسن ما انزل اليكم من ربكم فالاية نص صريح في وجوب اتباع احسن ما

انزل من الاحكام ولا شك ان المجتهد عند اهل السنة مظهر لا مثبت فكان

احكام المجتهد ثابتة بالنص او المعنى كما صرح به التفتازاني في شرح

العقائد حيث قال ان القياس مظهر لا مثبت فان الثابت بالقياس
ثابت بالنص معنى انتهى فكان احكامه منسوبة الى ما انزل الله ولو معنى
ولا شك ان الاحكام المقررة باجتهاد المجتهد الافضل احسن من
الاحكام المقررة باجتهاد المفضول فاذا كان الاحكام المجتهد الافضل احسن مما
انزل من احكام غيره وجب على المقلد التزام مذهب المجتهد الافضل دون
المفضول عملا بتلك الاية وبقوله عليه السلام اذا حكم الحاكم فاجتهد
فاصاب فله اجران واذا حكم فاجتهد فاخطأ فله اجر متفق عليه فذلك الحديث
المتفق عليه نص على ان المجتهد قد يخطئ وقد يصيب فاذا كان الامر كذلك
وجب على المقلد تقليد المجتهد الافضل دون المفضول لئلا يقع
في اتباع كثير الخطاء عمدا وقصدا كما صرح به العلماء قال في الكشف
شرح اصول البزدوي ذهب كل من قال ان المجتهد يخطئ ويصيب
مثل اصحابنا وعامة اصحاب الامام الشافعي ثم قال فمن جعل الحق
حقوقا اثبت الخيار للعامي ايهما شاء ومن قال ان الحق واحد الزم للعامي ان يتبع
اماما واحدا وهو عنده انه اعلم انتهى وقال في عماديه وعند الفقهاء
ان الحق واحد فائدته ان العامي يعمل براي امام وهو عنده انه اعلم انتهى
وقال في جامع الرموز واعلم ان من جعل الحق متعددا كالمعتزلة
الزم للعامي اماما واحدا كما في الكشف انتهى نحو اصل الكلام
ان من جعل ذلك الدليل قطعيا قال بوجوب تقليد الافضل
عقلا فرضا وهم اهل القول الاول ومن جعل ظنيا قال بوجوب

الناس رواه مسلم فاعلم ان مخارج الحروف على ترتيب في الشاطبية وغيرها هكذا الهمزة والهاء والالف اقصى الحلق و وسطه العين والحاء المهملتين وادناه الغين والخاء المعجمتين واقصى اللسان وما فوقه من الحنك القاف والكاف منها و والجيم والشين والياء ما بينهما وسط اللسان والضاد من اول حافة اللسان وما يليها من الاضراس والراء والنون واللام ما دون طرف اللسان ومنها الطاء والدال والتاء المهملتين وطرف اللسان واصول الثنايا العليا والزاي والسين والصاد والظاء والذال والثاء طرف اللسان والثنايا العليا و ...

تقليد لا فرض بمعنى الوجوب الاصطلاحي لا بمعنى الفرض
وتم اهل القول الثاني والثالث فالفرق بين اهل القول الاول
وبين اهل القول الثاني بالفرضية وعدم الفرضية والفرق بين
اهل القول الثاني وبين اهل القول الثالث ان عند اهل القول
الثاني عدم الفرضية في جميع الاحكام وعند اهل القول الثالث الفرضية
في الاحكام المعمولة وعدم الفرضية في الاحكام الغير المعمولة والفرق بين
اهل القول الاول وبين اهل القول الثالث ان اهل القول الثالث مثل اهل
القول الاول في الاحكام المعمولة ومثل اهل القول الثاني في الاحكام الغير
المعمولة كما صرح به بحر العلوم في شرح المسلم حيث قال ولو التزم مذهبا
معينا اي عهد نفسه على هذا المذهب كمذهب ابي حنيفة وغيره فهل
يلزمه عليه الاستمرار فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال وقيل لا يجب
الاستمرار ويصح الانتقال وقيل من التزم كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلده
فيه وفي غيره يقلد من شاء والسبكي وفي التحرير وهو الغالب انتهى مقتضى فلما كان
عدم الفرضية جواز ضده والوجوب الاصطلاحي ايضا في عدم جواز ضده وقد
ثبت بقول العلماء ان جميع العلماء على وجوب التزام المذهب المعين ثبت
ان اهل القول الاول والثاني والثالث متفقون على وجوب التزام
المذاهب المعين بناء على ما في اللباب ان اهل القول الثاني قائل بالوجوب الاصطلاحي
بمعنى الفرض وان اهل القول الاول على الوجوب بمعنى الفرض وان اهل
القول الثالث كاهل القول الاول في المعمولة وكالثاني في غير المعمولة

تمسک جا شرکیہ ہے کہ نقل کیا شرنبلالی نے اپنی رسالہ عقد فرید
مین اور طحطاوی نے شرح در المختار مین ان القاضی اباعاصم
العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والموذن
یؤذن للمغرب فترك ودخل المسجد فلما راٰه القفال امر
لموذن ان یثنی الاقامة وقدمه فتقدم وجهر بالتسمية مع
القراءة واتی بشعار الشافعية فی صلوته ومعلوم ان
القاضی اباعاصم انما یصلی قبل بشعار مذهبه فلم
یمنعه سبق عمله بمذهبه فی ذلك انتهی جواب اسکا یہ ہے
کہ یہہ فعل اس قبیل سے ہی کہ مروی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے
قال الامام عبد الوهاب الشعرانی فی المیزان الکبری
فی فصل فیما نقل عن الامام الشافعی رضی الله عنه ان
الامام الشافعی ترك القنوت لما زار قبر الامام ابی حنیفة
وادرکته صلوة الصبح عنده وقال کیف اقنت
بحضرة الامام وهو لا یقول به انتهی فقوله کیف اقنت بحضرة
الامام وهو لا یقول به صریح فی ان الامام الشافعی رحمه الله
انما ترك القنوت لاجل الامام فقط ثم لا یخفی علی احد ان
ذلك انما کان فی امر مختلف فیه بالاولیه ولم یکن من
الارکان والشرائط فذلك المعنی متعین لان خلافه
مردود بالكتاب والاجماع فاما الكتاب فقال الله تعالی

فمنها الصفات الثلث عشر اذ فکل حرف لا ینبغی ولا ینقص علی ست عن ست وحروف الصفیر الصاد والسین والزای وحروف اللین الالف والیاء والواو والتفشی الشین والتکریر الراء والمهتوت التاء وغیرها واما مستطیل الضاد بصفة حقیقیة فان مخرج الضاد مستطیل والصفات لم تجتمع فی حرف من ست مما قال فی

درة الفرید فی التجوید من انه لا ینقص حرف من خمس صفات ولم یزد الا من ثمان فهو باعتبار انه اسقط الذلاقة والمصمتة ولم یعدها من الصفات وبرایت فی بعض الرسائل ان الذلاقة والمصمتة اختراع ابن دید وقال الامام القراء الامام الجزری فی المقدمة المنظومة

انما النسئ زيادة فى الكفر يضل به الذين كفروا يحلونه عاما
ويحرمونه عاما لان العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب كما فى الاصول فاذا كان حال العامى والمولى ذلك فما حال
من يعتقد الدوران بين المذاهب ساعة بحرمة الاشياء
وساعة بحلها بعينها ولا يرد ذلك على المجتهد لانه اذا
راى الدليل القوى كان مدة مدلول الدليل السابق فى حقه
ومقلده تمت به فلم يكن رجوعا فى الحقيقة بل هو انتهاء مدته
فكذلك المقلد اذا وقع عنده ان صاحب ذلك المذهب اعلم واولى صار
مدة اتباع السابق تمت به بحكم الحديث المذكور فكان عليه
اختيار مذهب ذلك الا فصل بالكلية واجبا بالوجوب
الاصطلاحى عملا بالحديث المذكور واما الاجماع فقال الشيخ ابن
الحاجب فى مختصر الاصول لا يرجع عنه بعد تقليده اتفاقا وفى حكم
اخر المختار جوازه انتهى وقال القاضى عضد الدين فى شرح مختصر
الاصول اذا عمل العامى بقول مجتهد فى حكم مسئلة فليس له تقليد
غيره فيها انتهى وقال الامام الاسنوى فى شرح منهاج الاصول اذا
قلد مجتهدا فى مسئلة فليس له تقليد غيره فيها انتهى وقال الشيخ
ابن الهمام فى تحرير الاصول لا يرجع عما قلد فيه اى عمل به اتفاقا وهل
يقلد غيره فى غيره المختار نعم انتهى وقال البهارى فى مسلم الثبوت
لا يرجع المقلد عما عمل به اتفاقا وهل يقلد غيره فى غيره المختار نعم

ثم لاقصى الحلق همز هاء +
ثم لوسطه فعين حاء +
ادناه غين خاؤها والقاف +
اقصى اللسان فوق ثم الكاف +
اسفل والوسط فجيم الشين ياء +
والضاد من حافته اذ وليا +
لاضراس من ايسر او يمناها +
واللام ادناها لمنتهاها +
والنون من طرفه تحت اجعلوا +
والراء يدانيه لظهر ادخل +
والطاء والدال وتا منه ومن +
عليا الثنايا والصفير مستكن +
منه ومن فوق الثنايا السفلى +
والظاء والذال وثا للعليا +
من طرفيهما ومن بطن الشفه +
فالفاء مع اطراف الثنايا المشرفه +
للشفتين الواو باء ميم +
وغنة مخرجها الخيشوم

٥٠

انتهى وقال في الدر المختار وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل

اتفاقا انتهى وقال الشامي في شرحه صرح بذلك ابن الهمام في التحرير

ومثله في اصول الآمدي وابن الحاجب وجمع الجوامع انتهى وقال

صاحب البحر الرائق في الرسالة المسماة بزهر الغشا عن فقهي العصر

العشاء وخير الدين الرملي في الفيض الرائق على البحر الرائق في

كتاب القضاء قال الشيخ القاسم في تصحيح القدوري قال الاصوليون

اجمعون لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق وهو المختار

في المذهب انتهى فقد ثبت من اهل الاصول ان المقلد لا يصح رجوعه

عن التقليد بعد العمل بالاتفاق وهو المختار في المذهب فما قيل من انه

قال في مسلم الثبوت قيل مختلف فيه يعني الرجوع بعد العمل اقول

يدل عليه التثليث في الالتزام لان وجوده ليس اولى من عدمه

ضرورة فتدبر انتهى كلام صاحب المسلم هو باطل وقوله فتدبر كما

هو عادته اشارة الى بطلانه وبطلانه بالوجوه فالوجه الاول الفرق

البين بين الملتزم وغير الملتزم لانه اذا لم يجب التزام المذهب كان

فيه في ذلك الزمان خوف التلهي وهو حرام بالاجماع فاجمع اهل الاجماع

على تلك القاعدة لسد باب الفساد دل على فساد نتيجة وعدم تدينه

عدم الالتزام له قال الشيخ ابن الهمام والتارك لمذهبه عمدا لا يجعل

في ذلك الزمان لاجل هوى باطل لا لقصد جميل كما في الشامي والطحطاوي

والعالمگيري وقال الشيخ القاسم مثله كما في قضاء الشامي بخلاف

صفاتها جهر ورخو مستفل

منفتح مصمتة والضد قل

مهموسها فحثه شخص سكت

شديدها لفظ اجد قط بكت

وبين رخو والشديد لن عمر

وسبع علو خص ضغط قظ حصر

وصاد ضاد طاء ظاء مطبقة

وفر من لب الحروف المذلقة

صفيرها صاد وزاي سين

قلقلة قطب جد واللين

واو وياء سكنا وانفتحا

قبلهما والانحراف صححا

في اللام والرا وبتكرير جعل

وللتفشي الشين ضادا استطل

انتهى فذلك العشر اضداد والثمان الباقية افراد

فتمت الرسالة المسماة بتبعيد الغفلة عن صوت الظا وما علينا الا البلاغ

الملتزم دل على تدينه التزامه والوجه الثانی ان یجوز ان یرے
اهل الاجماع فی غیر الملتزم علة داعیة الی الاجماع لم یکن فی الملتزم
فلذا اجمعوا علی تلك القاعدة فیه لا فیه ولم نوم دراك علل الاجماعات
ودواعیها بل نوم و نکلف بالامتثال لها والعمل بها والوجه الثالث
ان الملتزم وغیر الملتزم لیس بینهما ملازمة کالملازمة بین طلوع
الشمس ووجود النهار فیلزم من وجود التثلیث فیه وجود التثلیث فیه
ان التثلیث فیه غیر ممکن کما لا یخفی علی اهل العلم فلم یکن بینهما ملازمة
لوجود الفرق بینهما بطل استنباط الاختلاف فی غیر الملتزم
من التثلیث فی الملتزم وما قیل ان المراد لا یصح رجوعه عن عین
تلك الحادثة المنقضیة لا ما یحدث بعدها من جنسها فهو باطل
یدل علی بطلانه تثلیثهم المذکور فی کتب الاصول فقال ابن الحاجب
فی مختصر الاصول بعد بیان مسألة غیر الملتزم والقاضی عضد
الدین فی شرح مختصر الاصول فلو التزم مذهبا معینا کمذهب
مالك او الشافعی وغیرهما ففیه ثلثة مذاهب اولها یلزم وثانیها لا یلزم
وثالثها انه کالاول فیما عمل وهو لم یلتزم انتهی وقال الشیخ ابن الهمام فی تحریر
الاصول بعد بیان مسئلة غیر الملتزم فلو التزم مذهبا معینا کابی حنیفة
والشافعی فقیل نعم وقیل لا وقیل هو مثل من لم یلتزم وهو الغالب
انتهی وقال البهاری فی مسلم الثبوت بعد بیان مسئلة غیر الملتزم
ولو التزم مذهبا معینا کمذهب ابی حنیفة او غیره فهل یلزم علیه

الاستمرار فقيل نعم وقيل لا وقيل كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلد فيه وفي غيره يقلد من يشاء وعليه السبكي وفي التحرير وهو الغالب انتهى فذلك التثليث نص صريح في بطلانه كما لا يخفى وايضا يدل على بطلانه عباراتهم المذكورة في مسئلة غير الملتزم كما لا يخفى وايضا يدل على بطلان ذلك التاويل قولهم لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق لانه اذا عمل بعين فيما يتحد من جنسه بعد تلك الحادثة لكان رجوعا عن التقليد بعد العمل في قولهم لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق نص في منع الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق فكان ذلك التاويل غير جائز مع ان مثل هذه التاويلات الواهية لا تقبل في مقابلة مثل ذلك الاجماع المتواتر نقله في كتب الاصول ثم لا يخفى على الامام الكامل والهمام الفاضل ان تلك القاعدة الاصولية من ان المقلد لا يصح رجوعه عن التقليد بعد العمل بالاتفاق استيصال الاحمذاهبية والدورانية بين المذاهب بان يعمل ساعة بهذا وساعة بهذا فهكذا في كل مسئلة من مسائل الدين بحسب الاغراض والحاجات وبيان ذلك الاجمال انا فرضنا مثلا ان جميع مسائل الشرع ثمان مائة مثلا مائة للصلوة ومائة للزكوة ومائة للصوم ومائة للحج واربع مائة للمعاملات فانا قلد المقلد بكر مثلا ابا حنيفة في مائتي الصلوة والمعاملة ومالكا في ما

الزكوة والمعاملة والشافعي في مائتي الصوم والمعاملة واحمد بن
حنبل في مائتي الحج والمعاملة كان استمراره عليه واجبا ورجوعه عنه
ممنوعا بالاتفاق واذا قلد المقلد بيد احد الائمة الاربعة في ذلك
كله كان استمراره عليه واجبا ورجوعه عنه ممنوعا بالاتفاق فقد
حصل ان كل واحد من زيد وبكر كان استمراره على مذهب
واجبا وانتقاله عنه ممنوعا بالاتفاق وغائة ما في الباب ان
تمذهب بكر كان بذلك الوجه وتمذهب زيد كان بذلك الوجه
لكنهما شريكان في وجوب الاستمرار على المذهب ومنع الانتقال عنه
بالاتفاق فكان اللامذهبية والدورانية باطلا بالاتفاق لكن
بقي ان المقلد اذا اختار فاي وجه من الوجهين المذكورين يختار قلنا
ان مقتضى تلك القاعدة الاصولية المتفق عليها ان يختار الوجه
الاخير لا الوجه الاول لانه لو اختير الوجه الاول فلا بد للمقلد من احد
الامرين اما ان تذكر كل عمل بانه اعمل قبل ذلك بمسئله كذا فلا اعمل بخلافه
فهكذا في كل مسئله من مسائل الدين لكن ذلك باطل بالوجهين فالوجه
الاول ان تذكر كل مقلد كل مسئله من مسائل الدين بالوصف المذكور
متعسر بل متعذر والوجه الثاني ان شيوع الخيانة وعدم الديانة
في هذه القرون بحكم الاحاديث المذكورة في الترقي بوما فيوما واما
ان يكون لكل مقلد كتاب يجمع ويكتب فيه معمولاته وهو ايضا باطل
لان كون كتاب لكل مقلد في كل عصر يجمع ويكتب فيه معمولاته متعذر

بل غير ممكن فتعين الوجه الاخير بان يختار تقليد المذهب المدون
في كتاب جمع وكتب فيه مسائل الدين عن الامام المعتبر باتفاق
العلماء فيعمل به كل مقلد بحسب استمراره عليه فحصل من العمل
بمقتضى تلك القاعدة الاصولية من ان المقلد لا يصح رجوعه
عن التقليد بعد العمل بالاتفاق فثبت بما ذكر ان المقلد وجب عليه
تقليد المذهب المعين بتلك القاعدة الاصولية المتفق عليها
كما ثبت ذلك عند العلماء بالاتفاق بالادلة الداعية من حديث
الاعلم والاولى وحديث الاصابة والخطأ واية اتباع الاحسن
المذكورة في مواضع ذلك الكتاب وغيرها من الادلة المذكورات
في مدار الحق من الايات والاحاديث والاجماعات والقياسات
كافية وافية لكل امام وهمام على كل محتال ومختال بعون الله
سبحانه وتعالى شانه وعليه التكلان ومنه الغفران

والله اعلم بالصواب واليه المرجع
والمآب

غلط نامه رساله تبعید الضاد عن صوت الظا

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۹	نعنیه اختاف	نعنیه اختلاف	۴۱	۲	ان اتحادوا لصفات	ان اتحاد الصفات
۳۲	۲۵	ان شباه	ان اشتباه	۴۲	۲۳	وبها الکمن لابد	فبها الکمن فلابد
۳۳	۱۹	فلذ	فلذا	۴۷	۱۸	ولتغار باطن	والتغار باطن
۳۵	۲۵	فلم یکن	فلم یمکن	٠	٠	٠	٠

غلط نامہ رسالۂ عروۃ الوثقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۸	شبھوا	شبھود	۳۱	۴	سال	فسئل
۵	۱۱	الیسر	المیسر	۳۱	۶	اخزی	اخزی له
۵	۱۴	بالاه	بآله	۳۱	۱۱	عزم	عزم علیه
۷	۱۵	واعلم	واعلم منه	۳۱	۱۱	امراه	امرأته
۱۲	۱۵	وطائفة من	والطائفة الکثیرة من	۳۱	۱۵	نوادر بن	نوادر داود بن
۲۲	۶	فلذلک	فذلک	۳۲	۱۴	واخر غیره	واخری غیره
۲۳	۷	بهذه	فهذا	۳۵	۹	عظمة	عظیمة
۲۵	۱	اکان	فکان	۳۵	۱۰	ویفعلن	ویفتون
۲۵	۸	الکت	الکتاب	۳۷	۱۸	والاقل	دالافقد
۲۶	۲	صار ملکة	صار له ملکة	۴۳	۱	امناعه	امتناعه
۲۶	۴	صاحبه	بصاحباه	۴۳	۱۲	ابن حجر نسفی	ابن حجر کانسفی
۳۶	۱۹	صاحبه	صاحباه	۴۴	۱۹	الیسرة	الیسیرة
۲۷	۱	مالاعتبار	فالاعتبار	۴۶	۹	فی التدین واستنبوا	فی العلم واستنبطوا فی الدین
۲۷	۱۱	لان المقد	لان المعلد	۴۸	۱۷	القول الاول	القول الثانی

الحمد للہ کہ کتاب فیض انتساب در باب تقلید مسمی بعروۃ الوثقی تصنیف مولوی محمد شاہ صاحب
بکمال تصحیح و تنقیح در مطبع محمدی باہتمام راقم الحروف محمد مرزا خان
غفر له الرحمن واقع کونچہ حیلہ فیض بازار حلیہ طبع پوشید فقط

اشتہار

مصنف صاحب نے حق تصنیف کتاب ہذا کا مالک مطبع کو بخش دیا ہذا کوئی صاحب
قصد طبع کتاب ہذا کا بلا اجازت مالک مطبع موصوف کی حسب قانون بستم ۱۸۶۷ء کی نہ فرماوی کہ نتیجہ مواخذہ ہے